S. S. College Jehanabad
Dept:- of Urdu
Sub:- Prose
Topic:- Bago Bahar Ki lesani Khusisyat
Date:- 12.05.2020. Time:- 10.11 AM
Teacher Name:- DR. H M IMRAN
Source of Teaching Whatsapp

باغ و بہار کی لسانی خصوصیات

باغ و بہار میر امن دہلوی کی داستانوی کتاب جو انہوں نے فورٹ ولیم کالج میں نصابی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے جان گلکرسٹ کی فرمائش پر لکھی تھی۔ میر امن دہلوی نے اس کتاب کو امیر خسرو کی فارسی داستان قصہ چہار درویش سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ باغ و بہار اردو نثر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس داستان کی اشاعت کے بعد اردو نثر میں پہلی مرتبہ سلیس زبان اور آسان عبارت آرائی کا رواج عام ہوا اور غالب کی نثر نے اسے کمال تک پہنچا دیا۔

داستانوں میں جو قبول عام باغ و بہار کے حصے میں آیا وہ اردو کی کسی دوسری داستانوں کو نصیب نہیں ہوا۔ خاص و عام میں آج بھی یہ داستان اتنی ہی مقبول ہے جتنی کہ دو سو برس پہلے تھی۔ اس کی غیر معمولی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ اس کا دلکش اسلوب اور دلنشیں انداز بیان ہے جو اسے اردو زبان میں تمام داستانوں سے ممتاز رکھتا ہے۔ باغ و بہار کے ترجمہ کا بنیادی مقصد انگریزوں کو عام و فہم زبان میں اردو سکھانا تھا اور مقامی زبان و بیان اور تہذیب و معاشرت سے آشنا کرانا تھا چنانچہ اس میں زبان و بیان پر بالخصوص توجہ دی گئی۔

باغ و بہار اپنے وقت کی نہایت فصیح اور سلیس زبان میں لکھی گئی تھی۔ میر امن دہلی کے رہنے والے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان ٹھیٹھ دہلی کی زبان ہے۔ اردو کی قدیم کتابوں میں کوئی بھی کتاب زبان کی فصاحت اور سلاست کے لحاظ سے باغ و بہار کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ گرچہ زبان میں کئی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ الفاظ و محاورات اور مفردات و تراکیب میں مختلف النوع تغیرات واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت کی زبان اور آج کی زبان میں بڑا فرق آگیا ہے لیکن باغ و بہار آج بھی اپنی سادہ اور دلکش اسلوب جو قائم رکھے ہوئے ہے۔ میر امن دہلی نے ہر کیفیت اور واردات کا ایسا نقشہ موزوں الفاظ کے استعمال سے کھینچا ہے کہ اس کی داد دینی پڑتی ہے۔ میر امن کی سادگی کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ قاری کے ذہن پر کسی جگہ بھی اکتاہٹ اور کاوش کا بوجھ نہیں ڈالتی۔ میر امن کے طرز بیان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کی سادگی ہمیشہ عمومیت اور ابتذال کے داغوں سے پاک رہی ہے

الفاظ کا برمحل استعمال کرنا ہی اصل انشاء پردازی ہے اور میر امن اس میں فنکارانہ صلاحیت رکھتے ہیں میر امن کے پاس الفاظ کا بحر ذخار ہے۔ اس کے استعمال پر کمال قدرت بھی رکھتے ہیں ~~وہ~~ انہوں نے جس لفظ کو جہاں بھی استعمال کیا ہے وہ عبارت کا جزو لاینفک بن گیا ہے۔ اردو میں فارسی تشبیہات و ~~استعارات~~ استعارات کو بڑا دخل حاصل ہے۔ اور اس سے گریز کرکے کوئی تصنیف کا وجود میں لانا مشکل ہے لیکن میر امن نے اپنی تحریروں میں فارسی آمیز الفاظ کے استعمال میں اعتدال پسندی سے کام لیا ہے باغ و بہار کی زبان کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عربی فارسی کے الفاظ کم اور ٹھیٹھ اردو کے الفاظ کی تعداد زیادہ ہیں۔ انہوں نے بہت سے اشعار برج بھاشا کے بھی استعمال کیے ہیں۔ باغ و بہار میں ہر بولی کے بھی الفاظ دیکھنے کو ملتے ہیں مثلاً کبھو، کدھو، کسو وغیرہ۔ انہوں نے حکمت و دانش اور پند و نصیحت کی باتیں اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ وہ سماعت کے راستے براہ راست دل پر اپنے اثرات چھوڑتے ہیں۔

میر امن دہلوی ماہر زبان داں تھے انہوں نے نہ صرف مقامی اور عوامی بول چال کے الفاظ استعمال کیے ہیں بلکہ سارے الفاظ اور محاورے تخلیق بھی کیے ہیں۔ بہت سارے الفاظ و محاورات باغ و بہار کے علاوہ کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتے ہیں۔ میر امن کو اس پر بھی کمال قدرت حاصل تھا کہ کس واقعہ کو تفصیل اور کس کو مختصر کرکے پیش کرنا ہے تاکہ تصویر کشی، واقعہ نگاری اور کردار نگاری کی خصوصیات دلچسپی برقرار رہے۔ وہ کہانی بیان کرتے وقت کبھی اس بات کو نہیں بھولتے کہ بات کتنے لفظوں میں کہنی چاہیے تاکہ واقعہ کی دلکشی برقرار رہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو باغ و بہار ان چند نثری داستانوں میں سے ایک ہے جس کی زبان اور طرز بیان اس کے نفس مضمون سے زیادہ اہم ہے۔ یہ ایک ایسے اسلوب کی نمائندہ ہے جس کی کوئی تقلید نہ کرسکا باغ و بہار ہمیشہ اردو کا پاکیزہ اور شفاف ابلتا ہوا چشمہ رہا ہے اور رہے گا۔

باغ و بہار انیسویں صدی کے اوائل کی تصنیف ہے۔ جس طرح قدیم نثر کی بنیادی خصوصیات ہیں اسی طرح عہد متوسطہ کی بھی کچھ نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس عہد میں اردو نثر پر فارسی زبان کا گہرا اثر نظر آتا ہے ادب فارسی ~~اسلوب کی تقلید میں~~ اسلوب کی تقلید میں اردو نثر نگار بھی مسجع اور مقفیٰ عبارت لکھنا کمال سمجھتے تھے۔ کسی بات کو سیدھے سادے اور بے تکلف انداز میں بیان کرنے کے بجائے تشبیہات اور استعارات کی کثرت سے اپنی نثر کو ثقیل اور بوجھل بنانا علم و فضل کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔ مختصر یہ کہ عہد متوسطہ کی نثر فطری اسلوب سے دور تھی اس پر تصنع اور بناوٹ کا رنگ غالب تھا میر عطا حسین خاں تحسین کی تصنیف نو طرز مرصع اس عہد متوسطہ کی رنگین و پر تکلف نثر کا عمدہ نمونہ ہے میر امن نے نو طرز مرصع کو سامنے رکھ کر باغ و بہار تصنیف کی لیکن میر امن کی زبان اور اسلوب نو طرز مرصع کی زبان اور اسلوب سے بالکل مختلف ہے

DR. H M. Imran.
Assistant Professor